ترجمہ ۔ میں ۱۶ رجمادی الآخر ۱۳۵۸ھ بروز جمعرات کو مدرسہ رحمانیہ میں آیا (اتفاقاً) یہ دن جمعیۃ الخطابۃ کے خصوصی اجلاس کا تھا ۔ طلبہ کی روح اسلامی میں ڈوبی ہوئی تقریریں سنیں ان نشاط انگیز تقریروں نے فرحت وانبساط کی جو لہریں میرے قلب کی گہرائیوں میں پیدا کی ہیں ۔ میں ان کی لطف اندوزیوں کو کبھی نہیں بھول سکتا ۔ اس اسلامی اور سلفی درسگاہ کا مستقبل نہایت شاندار اور روشن نظر آرہا ہے ۔ یہی وہ درسگاہ ہے جو اسلام کے اس پاک اور روشن چہرے کو اس کے اصلی رنگ میں پیش کرنا چاہتی ہے جس کو دشمنوں کی ریشہ دوانیوں، اور اپنوں کی جہالت نے بدنما کر رکھا ہے ۔ پس درحقیقت یہ مدرسہ کتاب وسنۃ (قرآن وحدیث) کے احیار کا داعی، اور ان کی عظمت ورفعت شان کا متمنی ہے ۔

مجھے امید ہے کہ یہاں کے طلبہ آگے چلکر ملک وملت کے بہترین خادم ثابت ہونگے ۔ اسلئے میں اس کے بانیان اور معاونین کی پاک روحوں پر باران رحمت کے نزول کی دعا کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ ساتھ ہی اس کے موجودہ مہتم اور اس کے افاضل اساتذہ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین) ۔

رحمانیہ کے نوجوان طلبار کے نام

(آزاد الوی اعظمی مولوی عالم)

یہ نظم جمعیۃ الخطابۃ کے خصوصی جلاس منعقدہ ۱۶ رجمادی الثانی ۵۸ھ میں پڑھی گئی اور مقبول ہوئی

اوروں کا پیام سن چکے میرا پیام اور ہے　　ملت کے دردمند کا طرز کلام اور ہے
بتکدۂ جمال کا سودائے خام اور ہے　　دیں کی شراب تند کا نشۂ جام اور ہے
میرے جوان دوستو عشق صنم کو چھوڑ دو　　لیکر خلیلؑ کی تبر آذر کے بت کو توڑ دو
غم نہیں کچھ اگر نہ تم بن سکو قیس عامری　　ہرج ہی اس میں کیا، نہ ہو لیلیٰ جو بہر دلبری
للہ اب نکالدو دل سے خیال آذری　　تم سے نہ ہو نہیں سہی زندہ جو فن سامری
آؤ کہ طور اب بھی ہے تم سے کلیم کے لئے　　رحمت نے چن لیا تمہیں لطف عمیم کیلئے
بزم طرب کو دیکھ کے ہوتا ہے کیوں سرور آج　　تھوڑے سے عیش پر یہ تم کرتے ہو کیوں غرور آج
شادی وانبساط کا اتنا ہے کیوں وفور آج　　خود کو سمجھتے کیوں ہو تم رنج والم سے دور آج
چلنا ہے حق کی راہ میں تیغوں کی دھار پر تمہیں　　چڑھنا ہے دین کیلئے تختۂ دار پر تمہیں
ملت پہ جان دینے سے تم کو اگر سرور ہو　　ملت کے درد پر کہیں تم کو اگر غرور ہو
ملت کے ماسوا اگر ہر چیز سے نفور ہو　　دیں کی شراب تند کے نشے سے تم چور ہو
آتش تمہارے واسطے پھر تو ہے اک گلستاں　　شعلۂ جانگداز پھر اسدم ہے غیرت جناں
میرے جوان دوستو میرا پیام سن چکے　　قصۂ پرالم میرا یعنی تمام سن چکے
آزاد کی زبان سے دعوت عام سن چکے　　مجھ جیسے دل جلے کا تم یعنی کلام سن چکے
اتنا تو اور سن لو اب یہ ہے پیام آخری　　جرأت سے کر رہا ہوں میں عرض سلام آخری